كلمة التحرير

سیاسی حکومت کو درپیش چیلنج ......اور ان کا حل!

پاکستان میں عام انتخابات 10 اکتوبر کو منعقد ہوئے تھے۔ جس کے نتائج 12 اکتوبر تک مکمل ہوگئے جس کے مطابق کسی بھی سیاسی جماعت کو اکثریت حاصل نہ ہوئی۔ اور نہ ہی کوئی جماعت حکومت بنانے کی پوزیشن میں ہے۔ یہی وجہ ہے اب تک تمام پارٹیاں جوڑ توڑ میں مصروف ہیں۔ خاص کر مسلم لیگ ''ق'' پیپلز پارٹی پارلیمینٹیرین اور متحدہ مجلس عمل چونکہ بڑی پارٹیاں شمار کی جاتی ہیں لہٰذا ان کے قائدین اپنے اپنے وزیر اعظم بنانے پر اصرار کر رہے ہیں۔

متحدہ مجلس عمل نے مولانا فضل الرحمٰن کو وزیر اعظم نامزد کیا ہے جبکہ پیپلز پارٹی کی جانب سے مخدوم امین فہیم مضبوط امیدوار ہیں جو کہ سندھ کی سروری جماعت کے روحانی پیشوا بھی ہیں اور مسلم لیگ ''ق'' نے میر ظفر اللہ جمالی کا نام پیش کیا ہے۔

یہ سیاسی رسہ کشی جاری ہے متحدہ مجلس عمل اگر مسلم لیگ ''ق'' کے ساتھ اتحاد کرتی ہے تو اسے بعض مسائل سے دوچار ہونا پڑے گا مثلاً جنرل پرویز مشرف کو بطور صدر تسلیم کرنا ہوگا۔ آئینی اصلاحات اور ترامیم کو قبول کرنا پڑے گا۔ امریکی افواج کی موجودگی اور فضائی اڈوں پر ان کا قبضہ برداشت کرنا پڑے گا۔ اس پر مستزاد اگر زبیدہ جلال کو وزیر اعظم بنایا گیا تو یہ کڑوی گولی بھی نگلنی پڑے گی البتہ انہیں قومی اسمبلی کی سپیکر شپ اور سینٹ میں چیئرمین کا منصب دے دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں مستقبل میں ہونے والے تمام فیصلوں پر خاموشی اختیار کرنا ہوگی۔ یہ وہ اندازے ہیں جو حقائق سے تعلق رکھتے ہیں اور سر مو متحدہ مجلس عمل اس پر راضی نہیں ہوسکتی۔ اگر متحدہ مجلس عمل پیپلز پارٹی سے اتحاد کرتی ہے تو یہ پہلے سے بڑی آزمائش ہے۔ چونکہ پیپلز پارٹی کا منشور متحدہ مجلس عمل سے متصادم ہے اس کے ساتھ پیپلز پارٹی کی سربراہ کو واپس لانا ان کی اولین ترجیح میں شامل ہے۔ جبکہ اس کے خلاف عدالتی فیصلے موجود ہیں۔ متحدہ مجلس عمل اسے کیونکر قبول کرے گی اس کے ساتھ امریکی پالیسی پیپلز پارٹی کے لئے نہ تو صرف قابل قبول ہے بلکہ وہ پرویز مشرف سے بھی بڑھ کر وفاداری دکھائے گی۔ اور اس کا اظہار بے نظیر بھٹو بار بار اپنے بیانات میں کر چکی ہے۔ اور آج کل امریکہ یاترا پر ہیں۔ اور اپنی وفاداری کا یقین دلا رہی ہیں۔ حتیٰ کہ گذشتہ دنوں سابق اسرائیلی وزیر اعظم کے ساتھ مل کر پریس کانفرنس کی۔ عراق کے خلاف امریکہ کے موقف کی حامی ہیں۔ متحدہ مجلس عمل اور پیپلز پارٹی کا جوڑ بنتا نظر نہیں آتا۔ تیسری شکل مسلم لیگ ''ق'' اور پیپلز پارٹی میں اتحاد کی صورت کی بنتی ہے جو بادی النظر میں ایک مشکل فیصلہ ہے۔ لیکن پیپلز پارٹی اقتدار کی خاطر یہ قربانی دے گی؟ اس اتحاد کی صورت میں مسلم لیگ ''ق'' اکثریت کے باوجود پیپلز پارٹی کے وزیر اعظم کو قبول کرے گی اور پیپلز پارٹی اقلیت میں ہونے کے باوجود حکمرانی کے مزے لوٹے گی۔ لیکن انہیں جنرل پرویز مشرف کو صدر تسلیم کرنا ہوگا اور تمام تر آئینی اصلاحات بھی ماننا پڑیں گی۔

بظاہر یہ ایک ایسی تکون ہے لیکن ایک سرا دوسرے سے ملتا نہیں بیس دن گزرنے کے باوجود یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ متحدہ مجلس عمل اپوزیشن کا کردار ادا کرے گی ایسی صورت میں حکومت کیلئے کافی مشکلات پیدا ہونگی غالباً یہی وجہ ہے کہ انہیں حکومت میں کوئی بڑا کردار دے کر ساتھ ملایا جائے گا۔ تا کہ متحدہ مجلس عمل کی مخالفت سے بچا جا سکے۔

اب عوامی رائے کا جائزہ لیا جائے۔ تو جن حضرات نے متحدہ مجلس عمل کو ووٹ دیئے ہیں یا جن کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں وہ کبھی بھی انہیں سرکاری بنچوں پر قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ ایسی صورت میں ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ انہوں نے صدر جنرل پرویز مشرف کی افغان پالیسی کے خلاف ووٹ دیا ہے اور متحدہ مجلس عمل چونکہ امریکہ کے خلاف ہے لہٰذا لوگوں نے بھی اپنا حق رائے دہی انہی کو دیا ہے۔ سرکاری منصب قبول کرنے کا واضح مطلب یہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف کی پالیسی کو درست تسلیم کر لیا جائے۔

بہر حال یہ تمام سیاسی جماعتوں کی آزمائش کا وقت ہے انہیں خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہئے۔ وزیر اعظم کا منصب (ان حالات میں) پھولوں کی سیج نہیں ہے چونکہ آئندہ تمام حکومتی فیصلے وزیر اعظم کو کرنا ہیں۔ جس میں داخلی صورتحال

کے علاوہ خارجہ پالیسی بھی شامل ہے۔ اقتصادی مسائل سے لیکر عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ لین دین بھی!

عالمی حالات کس سے پوشیدہ ہیں؟ امریکہ کی اجارہ داری ہٹ دھرمی اور اپنی مرضی کے فیصلے جو اقوام متحدہ کے فورم پر منظور کروائے جاتے ہیں جن میں سر دست عراق کے خلاف فوجی کاروائی شامل ہے۔ آنے والی کوئی حکومت اس سے پہلو تہی نہیں کرسکتی۔ مخالفت کی صورت میں خود عراق بننا آسان نہیں۔

کشمیر کا مسئلہ جوں کا توں ہے اگرچہ ہندوستان نے اپنی افواج سرحدوں سے ہٹا لیں ہیں لیکن تحریک آزادی کشمیر بدستور قائم ہے جس کی سیاسی اخلاقی سفارتی حمایت سے کوئی حکومت کنارہ کش نہیں ہوسکتی۔ افغانستان کا مسئلہ بھی گیلی لکڑی کو لگی آگ کی طرح سلگ رہا ہے۔ پاکستان میں افغان مہاجرین کا بوجھ قائم دائم ہے اور سب سے بڑھ کر ''القاعدہ'' سے تعلق رکھنے والوں کی تلاش کا کام جاری ہے۔ اس ضمن میں امریکہ کی بڑی ایجنسی F.B.I. پورے پاکستان میں جہاں چاہتی ہے شب خون مارتی ہے۔ اور حال ہی میں پاکستان کے معروف سرجن اور ماہر آرتھوپیڈک ڈاکٹر عامر عزیز خان کی گرفتاری شامل ہے۔ جس پر پورے ملک میں صدائے احتجاج بلند ہورہی ہے۔

داخلی مسائل میں دہشت گردی کے واقعات اور تشدد پسند تنظیمیں بدستور موجود ہیں ملک میں امن و امان کی صورت حال تسلی بخش نہیں ہے چوری رہزنی ڈاکے قتل و غارت، اغوا جنسی تشدد کے واقعات معمول کا حصہ ہیں۔ اور لوگوں میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے کسی کو بھی جان مال عزت وآبرو کا تحفظ حاصل نہیں ہے۔ مہنگائی کا عفریت منہ کھولے کھڑا ہے۔ تیل بجلی گیس کے نرخ آئے دن بڑھ رہے ہیں بے روزگاری عروج پر ہے۔ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یہ چند مسائل ہیں جن کی نشاندہی ہم نے کی ہے۔ سیاسی حکومت کیلئے یہ مسائل چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہر آنے والی حکومت کو بہرحال اس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آج تک تو وہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کیلئے حکومت مخالف بیان دیتی رہی ہیں لیکن برسر اقتدار آکر اس کا کیا جواز پیش کریں گے اور ان مسائل کا کیا حل نکالیں گی یہ تو وقت بتائے گا۔

متحدہ مجلس عمل چونکہ دینی جماعتوں کا اتحاد ہے لہٰذا اس کیلئے تو بعض ترجیحی مسائل بھی ہیں جن میں اسلامی اقدار کو قائم کرنا۔ اسلامی معاشرت کے قیام کیلئے جدوجہد اور اقامت دین کیلئے پوری کوشش شامل ہے۔ اس وقت پورا پاکستان ہندو ثقافت کی لپیٹ میں ہے۔ کیبل ٹی وی نے اودھم مچا رکھی ہے۔ فحش پروگرام بڑی دلیری سے نشر ہو رہے ہیں۔ اب یہ سلسلہ سڑکوں پر بھی جاری ہے کسی بھی کمپنی کی ایئر کنڈیشنڈ بس میں بیٹھیں مووی لگی ہوتی ہے۔ جس پر بھارتی فحش فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ بلکہ پاکستان ٹی وی بھی بھارتی چینل کی نقل میں اسی انداز کے پروگرام نشر کر رہا ہے۔

پاکستان میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو متحدہ مجلس عمل کی کامیابی پر رنجیدہ خاطر ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کباب میں ہڈی ہے۔ اور انہیں پاکستان میں اپنا مستقبل مخدوش نظر آتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ وہ ہے جو اس بات پر خوش ہے کہ متحدہ مجلس عمل کے آنے سے کم از کم فحاشی و عریانی میں خاطر خواہ کمی آئے گی اور کیبل ٹی وی پر مکمل پابندی ان کی اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ ویسے بھی یہ اصولی بات ہے کہ یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ کہ لوگوں کو فحاشی اور عریانی کے مناظر دکھائے اور اسے تفریح کا نام دے۔ حکومت یہ سلسلہ بند کرے اور کیبل ٹی وی سے اپنا ہاتھ اٹھائے پھر دیکھتے ہیں کہ کتنے لوگ اس مہنگائی میں عریانی کے مناظر دیکھنے کی سکت رکھتے ہیں۔ بہر حال متحدہ مجلس عمل کو جہاں بہت سارے مسائل ورثے میں ملیں گے وہاں ایک اہم کام ملک میں جہالت اور ناخواندگی بھی ہے۔ جس کے خلاف آواز بلند کرنا اور تعلیم کو سب کے لئے یکساں کرنا ان کی اولین ذمہ داری ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو سلامت رکھے۔ اور جو لوگ وطن عزیز اور ہم وطنوں کیلئے مفید اور سود مند ہیں انہیں اقتدار نصیب کرے تاکہ وہ صحیح معنوں میں ملک کی خدمت کرسکیں۔

دینی مدارس کے مہتمم اور صاحب ثروت حضرات کی خدمت میں چند گزارشات

رمضان المبارک اپنی بے پناہ رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں کمزور ترین مسلمان بھی نیکی اور خیر کا جذبہ رکھتا ہے اور بڑھ چڑھ کر بھلائی کے کاموں میں حصہ ڈالتا ہے روزے کی حالت میں کثرت سے ذکر نوافل تلاوت کرتا ہے خاص کر وہ حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے صاحب حیثیت بنایا ہے۔ صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں ہمارے ہاں اکثر لوگ اپنی زکوٰۃ بھی ماہ رمضان میں ادا کرتے ہیں اور ضرورت مند مختلف ذرائع سے رابطہ کر کے اپنا حق وصول کرتے ہیں جن میں دینی مدارس بھی شامل ہیں۔ اس ضمن میں چند گزارشات مہتمم اور صاحب ثروت حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں امید ہے پوری توجہ دیں گے۔

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ پاکستان میں اسلامی و شرعی علوم کی تدریس کا اہتمام سرکاری سرپرستی میں نہیں ہو رہا۔ مختلف مکاتب فکر اپنی دینی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے خود اس کا اہتمام کرتے ہیں اور اپنے محدود وسائل سے دینی مدارس اور جامعات قائم کئے ہوئے ہیں ان میں بعض بڑے جامعات ہیں جنہوں نے اپنی حسن کارکردگی سے بین الاقوامی شہرت حاصل کی ہے۔ جہاں مثالی نظام اور بہترین نصاب تعلیم پڑھایا جاتا ہے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا عمدہ اہتمام